OPEN ACCESS

Al-Wābil

ISSN (Online): xxxx- xxxx

ISSN (Print): xxxx - xxxx

https://ejrss.com/index.php/wabil/index

Al-Wābil, Vol.:01, Issue: 01, Jan – June 2024

DOI: 10.53583/wabil.i1r2, PP: 13-21

قرآن میں عجمی الفاظ اور آثار صحابہ سے استدلال: تحقیقی مطالعہ

Foreign Words in the Qur'an and Reasoning from the Evidence of the Companions: A Research Study

***Muhamamd Zahid Zaheer**

Lecturer, Department of Islamic Studies,

University of the Punjab, Lahore, Pakistan.

Email: zahidzaheeriqbal@gmail.com

Abstract

Throughout history, the evolution of the Arabic language has been marked by a dynamic process of interaction with various cultures and languages. Arabic words have permeated numerous linguistic landscapes, reflecting the cultural exchanges facilitated by trade and diplomacy. Persian, Greek, Abyssinian, Hebrew, Sanskrit, and Hindi influences have all left their imprint on Arabic vocabulary over time. Islamic scholars have engaged in debates regarding the presence of non-Arabic words in the Holy Quran. This paper addresses this contentious issue, presenting discussions, evidence, and arguments to support the assertion that while the majority of the Quran is in Arabic, the inclusion of a few non-Arabic words does not diminish its Arabic character. Proponents of non-Arabic words in the Quran acknowledge that the bulk of its vocabulary is Arabic. Furthermore, they argue that the few foreign words present convey meanings consistent with Arabic usage and comprehension. Despite their foreign origins, these words align with Arabic linguistic norms and are understood within the context of the language. As such, they are rightfully considered integral components of the Arabic lexicon.

Keywords: *Arabic Language, Non-Arabic Words, Language of Holy Quran, Arabic Lexicon, Quotes of Companions.*

تعارف موضوع

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید سارے کا سارے عربی زبان میں نازل کیا ہے۔ وہ عربی زبان جو نبی ﷺ کے دور میں رائج تھی۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"إِنَّا أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ"[1]

بے شک ہم نے اسے عربی قرآن بنا کر نازل کیا ہے، تاکہ تم سمجھو۔

اسی طرح فرمایا:

"وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَّقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ "[2]

اور اگر ہم اسے عجمی قرآن بنا دیتے تو یقیناً وہ کہتے اس کی آیات کھول کر کیوں نہ بیان کی گئیں؟

دنیا میں جتنی بھی زبانیں موجود ہیں ان پر دوسری زبانوں کے اثرات لازمی مرتب ہوتے ہیں۔ وہ دیگر زبانوں سے الفاظ کو اپنے اندر سمو لیتی ہیں جو عام مشاہدے کی بات ہے۔اسی طرح عربی زبان بھی دیگر زبانوں کے اختلاط سے محفوظ نہیں رہ سکی۔

CC BY

قدیم دور سے اب تک یہ سلسلہ عربی زبان کے ساتھ بھی جاری وساری ہے۔اسی طرح عربی زبان کے الفاظ بھی بکثرت کئی زبانوں میں مستعمل ہیں۔ ایسا اس وقت پیش آیا جبکہ تجارتی غرض سے اہل عرب نے دنیا کی دیگر اقوام کے ساتھ روابط قائم کئے تب فارسی، یونانی، حبشی، عبرانی، سنسکرت اور ہندی وغیرہ زبانوں کے الفاظ بھی عربی زبان پر مؤثر ہوئے۔ علماء اسلام کے درمیان یہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا قرآن مجید میں کوئی غیر عربی لفظ ہے یا نہیں ہے؟ یہ مقالہ اس سوال کے جواب میں تحریر کیا گیا ہے۔

معرب کی تعریف

ایسا لفظ جو عربی نہیں ہے اسے عربی زبان میں بولنا معرب کہلاتا ہے۔ یعنی غیر عربی لفظ جسے عربی زبان میں استعمال کیا جائے وہ معرب ہے۔اس کی تعریف مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ یوں فرماتے ہیں کہ

"هو لفظ غير عربى استعمل فى العربية بعد النقل و بعضهم فرق بين الدخيل و المعرب بانه بعد النقل ان شابه العربية صيغه و صورة فهو المعرب و الا فالدخيل و هذا ماض من زمان الجاهلية الى زماننا هذا بل الى الابد فان الالسنة لابدلها من ذلك فانها لاتزال تاخذ و تستعير"[3]

ایسا لفظ جو غیر عربی ہو اور اس کو نقل کرکے عربی زبان میں استعمال کیا گیا ہو۔ بعض اہل لغت نے معرب اور دخیل میں فرق کیا ہے۔ اگر تو غیر عربی لفظ استعمال کرنے کے بعد تلفظ و شکل وصورت میں اس کے مشابہ ہو تو ہو معرب ہے وگرنہ وہ دخیل ہے۔ اور ایسا زمانہ جاہلیت سے اب تک ہوتا چلا آرہا ہے، بلکہ قیامت تک ہوتا رہے گا اس لئے کہ زبانیں لازما ہمیشہ ایک دوسرے سے اثر قبول کرتی ہیں اور الفاظ لیتی دیتی ہیں۔

حافظ جلال الدین سیوطی اس اختلاف کو بیان کرتے ہوئے صحابہؓ کرام کے آثار سے ثابت کرتے ہیں کہ عربی زبان میں کثرت کے ساتھ غیر عربی زبان ایسے بھی ہیں جو قرآن مجید میں بھی مستعمل ہیں، لکھتے ہیں:

"واختلفوا هل وقع فيه غيرها ، فالاكثر و منهم الشافعى وابن جرير انكروا ذٰلك لقولهٖ تعالىٰ "قرآنا عربيا) و قوله (لولا فصلت آياته آ أعجمى و عربى) ، و اجابوا عن ما يوهم ذٰلک ، بانه مماتفق فيه لغة العرب و لغة غيرهم كالصابون، و ذهب جماعة الىٰ الوقوع و اجابوا عن الآية الاولىٰ بأن ذلک لا يخرجه عن كونه عربيا لان القصيدة لا يخرجها عن كونها عربية كلمة فيها فارسية، و عن الثانية بان المعنىٰ أكلام اعجمى و مخاطب)عربى؟"[4]

اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ کوئی معرب لفظ قرآن میں ہے یا نہیں؟ اکثر علماء جن میں امام شافعیؒ اور امام ابن جریرؒ، کا کہنا ہے کہ قرآن مجید میں کوئی بھی عجمی لفظ نہیں ہے اور اگر کوئی ہے تو اس کے استعمال میں عربی و غیر عربی زبانیں مشترک و متفق ہیں۔ جیسا کہ صابون کا لفظ ہے۔ اور ایک جماعت اس کے واقع ہونے کے جواز کی طرف گئی ہے۔ اور انکار کرنے والوں کی پہلی آیت کا جواب یہ دیا ہے کہ اگر کسی قصیدے میں کوئی ایک لفظ فارسی کا ہو تو اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ وہ قصیدہ غیر عربی ہے اور عربی نہیں۔ اس طرح چند ایک لفظ کے عجمی آجانے سے اس کے عربی ہونے پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور دوسری آیت کا جواب یہ دیا ہے کہ کلام تو عجمی ہو اور مخاطب عربی ہوں؟ تو یہ بڑی تعجب خیز و مضحکہ خیز بات ہے۔

عربی صرف ونحو کے قواعد کے لحاظ سے بھی یہ بات کوئی حیران کن نہیں ہے کہ عربی زبان میں عجمی الفاظ بکثرت مستعمل ہوں۔ اس لئے کہ عربی قواعد نحو میں منع صرف کا ایک سبب وعلت عجمہ بھی ہے یعنی کسی لفظ کا عجمی ہونا جس سے وہ غیر منصرف ہو جاتا ہے۔ یہ عربی زبان کا بنیادی قاعدہ ہے۔ اہل لغت کا اس پر اجماع ہے۔ جیسا کہ امام شوکانی لکھتے ہیں کہ:

" وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعَرَبِيَّةِ عَلَى أَنَّ الْعُجْمَةَ عِلَّةٌ مِنَ الْعِلَلِ الْمَانِعَةِ لِلصَّرْفِ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَسْمَاءِ الْمَوْجُودَةِ فِي الْقُرْآنِ"[5]

سلف صالحین ایسے الفاظ کی تفسیر بیان کرنے میں بہت احتیاط کرتے تھے جن کے معانی انہیں معلوم نہ ہوں، وہ اپنے فہم وفکر سے کچھ کہنا گوارانہ کرتے تھے۔ جیسا کہ بہت سے عجمی و غریب الفاظ کی تفسیر کے حوالے سے صحابہؓ کرام کی یہ احتیاط معلوم ہے۔ چنانچہ امام السیوطی ایک اثر بیان کرتے ہیں کہ :

"منصور کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر سے سوال کیا کہ "وحنانا من لدنا" کا کیا معنیٰ ہے؟ تو فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہما سے اس کے متعلق سوال کیا تھا تو انہوں نے مجھے اس کے متعلق کوئی جواب نہ دیا۔ اور اسی طرح عکرمہ سے بھی یہی مروی ہے کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ "لا، واللہ ما ادری ما حنانا" اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں کہ حنانا کیا ہے اور اس سے کیا مراد ہے۔"[6]

تدبر قرآن میں مولانا اصلاحی نے اس روایت کی تردید کی ہے اور لکھا ہے کہ یہ بات ناقابل تسلیم ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے اس کے معنی سے لاعلمی کا اظہار کیا ہو۔ لکھتے ہیں کہ "حنان کے معنیٰ محبت، ذوق و شوق اور سوز و گداز کے ہیں۔ یہ لفظ نہایت معروف و متداول الفاظ میں سے ہے اسی وجہ سے تعجب ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ کی طرف بعض لوگوں نے یہ بات کس طرح منسوب کر دی کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس کے معنیٰ معلوم نہیں۔"[7]

اسی طرح قرآن مجید کی تفسیری لغت میں مصنف نے بحوالہ امام قرطبیؒ اور صاحب روح المعانی ابن عباسؓ سے اس کے معنیٰ رحمت اور شفقت کے نقل کیے ہیں۔"[8]

قرآن مجید میں عجمی الفاظ کا ہونا ظاہر سی بات ہے اور یہ علماء سلف میں معروف ہے کہ قرآن مجید میں عربی زبان کے علاوہ اور زبانوں کے الفاظ بھی موجود ہیں لیکن ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ امام شوکانی لکھتے ہیں کہ :

"وَبِالْجُمْلَةِ فَلَمْ يَأْتِ الْأَكْثَرُونَ بِشَيْءٍ يَصْلُحُ لِلِاسْتِدْلَالِ بِهِ فِي مَحَلِّ النِّزَاعِ، وَفِي الْقُرْآنِ مِنَ اللُّغَاتِ الرُّومِيَّةِ، وَالْهِنْدِيَّةِ، وَالْفَارِسِيَّةِ، وَالسُّرْيَانِيَّةِ، مَا لَا يَجْحَدُهُ جَاحِدٌ، وَلَا يُخَالِفُ فِيهِ مُخَالِفٌ حَتَّى قَالَ بَعْضُ السَّلَفِ: إِنَّ فِي الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ لُغَةٍ مِنَ اللُّغَاتِ، وَمَنْ أَرَادَ الْوُقُوفَ عَلَى الْحَقِيقَةِ فَلْيَبْحَثْ كُتُبَ التَّفْسِيرِ فِي مِثْلِ: الْمِشْكَاةِ وَالْإِسْتَبْرَقِ، وَالسِّجِّيلِ، وَالْقِسْطَاسِ، وَالْيَاقُوتِ، وَأَبَارِيقَ، والتنور"[9]

بالجملہ، اکثریت نے کوئی ایسی دلیل پیش نہیں جس سے اختلاف کو ختم کرنے کے لئے صحیح طور پر استدلال کیا جاسکے۔ اور قرآن مجید میں رومی، ہندی، فارسی، سریانی الفاظ موجود ہیں جس کا کوئی انکار کرنے والا انکار نہیں کرسکتا۔ اور نہ کوئی مخالفت کرنے والا مخالفت کر سکتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض سلف کا قول ہے کہ قرآن مجید میں تمام زبانیں موجود ہیں۔ اور جو کوئی حقیقت جاننا چاہے تو اسے چاہئے کہ درج ذیل الفاظ کی تفسیر کتب تفسیر میں دیکھ لے۔ جیسے کہ مشکاۃ، الاستبرق، السجیل، القسطاس، الیاقوت، اباریق اور التنور۔

امام سیوطیؒ نے بعض مثالیں آثار صحابہؓ کے حوالے سے پیش کی ہیں جس سے یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید میں عجمی الفاظ پائے جاتے ہیں جو صحابہؓ کرام میں بھی معروف ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ

"قد ورد عن جماعة من الصحابة والتابعين تفسير الفاظ فيه اطلقوا انہا بلسان غير العرب، فعن ا بن عباسؓ فی قوله تعالى: "طه" هو كقوله: "يا محمد" بلسان الحبشة رواه الحاكم، و عنه فی قولہ

تعالیٰ: "ان ناشئة اللیل" (المزمل 6) قال: بلسان الحبشة: اذا شاء قام، رواہ الحاکم والبیہقی وہو فی البخاری تعلیقا، وعن البراء بن عازب فی قولہ تعالیٰ: "سریا" (مریم 24)، قال: نہر صغیر بالسریانیة علقه البخاری، و عن ابی موسیٰ الاشعری فی قولہٖ تعالیٰ: "یؤتکم کفلین " (الحدید 28) قال: ضعفین بالحبشیة، اخرجه وکیع ۔" [10]

تحقیق سے ثابت ہے کہ صحابہؓ اور تابعین کی جماعت نے الفاظ کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ یہ غیر عربی الفاظ ہیں۔ جیسا کہ ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ طہ، کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ حبشی زبان کا لفظ ہے اور اس سے مراد ہے اے محمد !۔ اسے حاکم نے بیان کیا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان "ان ناشئة اللیل" یہ بھی حبشی زبان کا لفظ ہے جس کا معنیٰ ہے کہ جب بھی چاہا کھڑا ہو گیا۔ اس کو امام حاکم اور بیہقی نے بیان کیا ہے۔ اور بخاری میں بھی معلق مذکور ہے۔ اور براء بن عازب نے اللہ تعالیٰ کے فرمان "سریا" کے متعلق فرمایا کہ اس سے مراد چھوٹی نہر ہے یہ سریانی زبان کا لفظ ہے۔ بخاری نے معلق بیان کیا ہے۔ اور ابو موسیٰؓ اشعریؓ، اللہ تعالیٰ کے فرمان "یؤتکم کفلین" کے متعلق فرماتے ہیں کہ کفلین سے مراد "ضعفین" ہے اور یہ حبشی زبان کا لفظ ہے۔ اس کو امام وکیع نے بیان کیا ہے۔

ایک فریق ثالث ہے جو دونوں فریقوں کو درست کہتا ہے اور جس کا نظریہ ہے کہ یہ الفاظ غیر عربی تھے لیکن عربی زبان میں آکر یہ عربی ہو گئے۔ نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں کہ

"وعلماء اللغة القدماء عدوا المعرب لیس أعجمياً؛ لأن العرب قد عربته بألسنتها فأصبح عربياً وهو قول أبي عبيد (.224ھ) نقله الجواليقي (.540ھ) في المعرب-" [11]

قدیم علماء لغت نے معرب کو عجمی شمار نہیں کیا اس لئے کہ کہ اہل عرب نے اس کو اپنی زبانوں سے استعمال کرکے عربی بنالیا ہے اس لئے وہ اب عربی زبان کا لفظ ہے۔ یہی قول ابو عبید (متوفی 224ھ) کا ہے اور اس کو الجوالیقی (540ھ) نے کتاب المعرب میں نقل کیا ہے۔

امام جوالیقی نے اپنی کتاب میں ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ کا قول نقل کیا ہے کہ

"من زعم ان فی القرآن لسانا سوی العربیة فقد اعظم علیٰ القول-"

جو کوئی یہ گمان کرتا ہے کہ قرآن مجید میں عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان کا لفظ بھی تو اس نے اللہ پر بڑی بات کی۔

اس کے بعد امام جوالیقی نے اس کے رد میں ابو عبید کا قول نقل کیا ہے کہ

"فہؤلاء اعلم بالتاویل من ابی عبیدة، ولکنهم ذهبوا الیٰ مذهب ، و ذهب ہہذا الیٰ غیرہ، و کلامہما مصیب ان شاء اللہ ۔ و ذلک ان ہذہ الحروف بغیر لسان العرب فی الاصل ، فقال اولئک علیٰ الاصل، ثم لفظت به العرب بالسنتہا، فعربته، فصار عربیا، بتعریبہا ایاہ، فہی عربیة فی ہذہ الحال، اعجمیة الاصل، فہٰذا القول یصدق الفریقین جمیعا۔" [12]

صحابہؓ کرام جو انتہائی زیادہ احتیاط کرنے والے تھے، ان کے حوالے سے بسند صحیح بعض الفاظ کی تفاسیر میں یہ قول موجود ہے کہ یہ عربی کے علاوہ دیگر زبان کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو بلیغ و فصیح عربی زبان میں نازل کیا۔ جس وقت قرآن نازل ہوا اس وقت جو عربی عام طور پر معاشرے میں رائج تھی اسی کی زبان میں قرآن مجید نازل ہوا۔ تاکہ اس کے مخاطبین اس کو صحیح طور پر سمجھ سکیں اور یہ بات معروف و معلوم ہے کہ اہل عرب نے دیگر زبانوں کے اثرات قبول کیئے اور ان کے معاشرے میں ان زبانوں کے الفاظ عربی شکل و صورت میں استعمال ہونے لگے جن کو اہل عرب پہچانتے تھے اور جن سے اشیاء کو

موسوم کرتے تھے۔

جیسا کہ جزیہ کا لفظ ہے۔ یہ بھی معرب ہے اس کی سبب تعریب کو مفسر عبدالرحمان کیلانی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ

"عرب کی ہمسایہ اور متمدن حکومت ایران میں دو قسم کے ٹیکسوں کا رواج تھا ایک زمین کا لگان جو صرف زمینداروں سے لیا جاتا تھا اور اسے یہ لوگ خراگ کہتے تھے۔ خراج کا لفظ اسی سے معرب ہے۔ دوسرا ٹیکس عام لوگوں سے دفاعی ضروریات کے پیش نظر لیا جاتا تھا۔ جسے یہ لوگ گزیت کہتے تھے۔ جزیہ کا لفظ اسی سے معرب ہے۔" [13]

لفظ سندس

اللہ تعالی نے سندس کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے علامہ سعیدی لکھتے ہیں کہ "اس کا معنیٰ ہے باریک ریشم، دیبا، علامہ سیوطی نے الاتقان میں لکھا ہے کہ جوالیقی نے کہا کہ فارسی میں اس کا معنیٰ ہے باریک دیبا۔ اور لیث نے کہا کہ ارباب لغت اور مفسرین میں سے کسی کا اس میں اختلاف نہیں ہے کہ یہ لفظ معرب ہے . یعنی اصل میں یہ فارسی زبان کا لفظ ہے اور اس کو عربی لفظ بنایا گیا ہے، شیدلہ نے کہا! اصل میں یہ ہندی زبان کا لفظ ہے۔" [14]

لفظ ابریق

وہ برتن جس کی ٹونٹی یا پکڑنے کی دستی ہو یا دونوں ہوں۔ چمک کی وجہ سے اس کا نام ابریق رکھا گیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ فارسی لفظ "ابریز" کا معرب ہے۔ [15]

لفظ ابلیس

علامہ سعیدی لکھتے ہیں کہ لفظ ابلیس میں اختلاف ہے آیا یہ مشتق ہے یا نہیں؟ صحیح قول یہ ہے کہ یہ عجمی علم ہے اور اسی وجہ سے یعنی علمیت اور عجمیت کی وجہ سے یہ غیر منصرف ہے اور اگر یہ "ابلاس" (بمعنیٰ مایوس) سے مشتق ہوتا تو منصرف ہوتا۔ [16]

انبیاء میں سے چار انبیاء کے ناموں کے سوا باقی تمام عجمی ہیں۔ جیسا کہ لغات القرآن میں لکھا ہے کہ "ابو منصور جوالیقی نے کتاب المعرب میں تصریح کی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے تمام اسماء عجمی ہیں۔ البتہ چار نام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ آدمؑ، صالح، شعیب اور محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام۔" [17]

لفظ یاجوج ماجوج

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں سورہ کہف کے اندر یاجوج ماجوج کا ذکر کیا ہے۔ یہ بھی غیر عربی سے عربی ہیں۔ یعنی معرّب ہیں۔ مفسر حافظ عبدالسلام بھٹوی لکھتے ہیں کہ "یاجوج ماجوج عجمی نام ہیں، اس لئے عجمہ اور تانیث (مجوس کی طرح قبیلہ ہونے) کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔ اگر انہیں عربی مانا جائے تو یاجوج بروزن "یفعول" مثلاً "یربوع" اور ماجوج بروزن مفعول ہوگا اور ان کا ماخذ "اجّ یؤج" ہوگا۔" [18]

لفظ السجل

قرآن مجید میں سورہ الانبیاء آیت 104 میں اللہ تعالی نے "السجل" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس کے متعلق علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں کہ

"علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ اس میں اختلاف ہے کہ آیا یہ لفظ عربی ہے یا معرب؟ اہل بصرہ نے کہا یہ عربی لفظ ہے اور ابوالفضل رازی نے کہا: زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ فارسی سے معرب ہے۔ ابن جنی جو نحو اور عربی لغت کے امام ہیں۔ انہوں نے المحتسب میں لکھا ہے کہ ایک قوم نے اس کو فارسی سے معرب کہا ہے۔ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ یہ لفظ اصل میں فارسی ہے اس

کو عربی بنا لیا گیا ہے اور سجل اس پتھر کو کہتے ہیں جس پر لکھا جاتا تھا۔ بعد میں ہر وہ چیز جس پر لکھا جاتا تھا اس کو سجل کہا جانے لگا۔ اس لحاظ سے سجل سنگ سے بنا لیا گیا ہے۔ علامہ نظام الدین نیشاپوری نے لکھا ہے کہ ابو الجوزاء نے حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حبشی زبان میں سجل کا معنی شخص ہے۔ زجاج کا بھی یہی مختار قول ہے۔ "[19]

مولانا گجراتی لکھتے ہیں کہ "لفظ سجل عربی ہے یا معرب، اس سلسلہ میں اہل لغت میں اختلاف ہے۔ بصری حضرات کا خیال ہے یہ عربی ہے۔ ابو الفضل رازی کہتے ہیں کہ "الاصح انہ فارسی معرب" صحیح یہ ہے کہ سجل فارسی سے معرب ہے (روح)۔ پھر جن حضرات کے نزدیک یہ عربی ہے اس میں مزید اختلاف یہ بھی ہے کہ سجل سے مراد کیا ہے۔ علامہ قرطبیؒ نے ابن عباسؓ، ابن عمرؓ اور سدی کا قول یہ بیان کیا ہے کہ سجل یہ ایک فرشتہ کا نام ہے جو بنی آدمؑ کے اعمال ناموں کو طے کرتا ہے۔ ابن عباسؓ ہی کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ سجل نبی کریم ﷺ کے کاتب تھے۔ لیکن علامہ موصوف نے اس قول کو یہ فرما کر رد کر دیا ہے کہ حضور ﷺ کے جتنے کاتب ہیں ان سب کے نام معلوم ہیں ان میں سجل نام کا کوئی کاتب نہیں ہے۔ (قرطبیؒ) دیگر حضرات کا خیال ہے کہ سجل وہ صحیفہ ہے جس میں لکھا جاتا ہے۔ اہل تفسیر میں سے محققین نے اس آخری قول کو ترجیح دی ہے چونکہ یہ معنی لغت عرب کے مطابق ہیں اور وہ روآیات جن میں سجل کاتب کا نام یا صحیفوں کو لپیٹنے والا فرشتہ بتایا گیا ہے یا تو موضوع ہیں یا پھر ضعیف ترین۔ "[20]

لفظ فردوس

اسی طرح جنت کا سب سے اعلیٰ مقام فردوس ہے۔ اس کے متعلق بھی اردو مفسرین لکھتے ہیں کہ "فردوس حبشی یا رومی زبان کا لفظ ہے۔ یہ فارسی زبان سے لیا گیا ہے، فارسی میں فردوس اس باغ کو کہتے ہیں جس کے درخت پھیلتے جائیں۔ اور قبطی زبان میں فردوس انگور کی بیلوں کو کہتے ہیں،۔ قاموس اور منتہی الارب میں مذکور ہے کہ فردوس پانی کی اس چھوٹی سی نہر کو کہتے جس میں ہر طرف سبزہ اگا ہوا ہو اور جس باغ کے اندر ہر طرح کے پھل اور پھول ہوں۔ "[21]

لفظ برزخ

اللہ تعالیٰ نے سورہ المومنون کی آیت 100 میں "برزخ" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ مفسر کیلانی اس کو معرب بتاتے ہیں، لکھتے ہیں کہ "یہاں برزخ کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا معنی پردہ، آڑ، روک وغیرہ ہے اور بعض کے نزدیک یہ فارسی پردہ ہی کا معرب ہے۔ "[22]

لفظ مشکوٰۃ

سورہ نور میں اللہ تعالیٰ نے مشکوٰۃ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جس کے متعلق بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ عجمی لفظ ہے۔ مشکاۃ حبشی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی طاق ہے۔ اب سے پچاس ساٹھ سال پہلے تک مکانوں میں کمرے کی دیوار کے عمق اور گہرائی میں محراب نما ایک خانہ یا شیلف بنایا جاتا تھا جس میں استعمال کی اشیاء رکھی جاتی تھیں۔ اس کے دروازے نہیں بنائے جاتے تھے۔ شہروں کی نئی نسل اس سے ناواقف ہے گاؤں اور دیہاتوں میں اب بھی اس طرز کے مکان ہوں گے۔ "[23]

لفظ منساۃ:

اسی طرح مفسری علامہ سعیدی، منساۃ کا معنی بیان کرتے ہیں کہ "منساۃ کا معنی ہے عصا اور یہ حبشی زبان کا لفظ ہے۔ "[24]

لفظ یحور

یحور کے معنی کے متعلق علامہ سعیدی نے حضرت ابن عباس کا اثر یوں نقل کیا ہے کہ "حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے "یحور" کے معنی کا اس وقت تک نہیں پتا چلا حتیٰ کہ میں نے سنا ایک اعرابی اپنی بیٹی سے کہہ رہا تھا" حوری ارجعی الی" اے گوری بچی! میرے طرف لوٹ آ۔ "[25]

لفظ سجیل:

سجیل کے متعلق مفسر عبدالرحمان کیلانی لکھتے ہیں کہ "سجیل فارسی کے لفظ سنگ گل (بمعنی مٹی کا پتھر) سے معرب ہے۔ یعنی وہ نوکدار کنکریاں جن میں مٹی کی بھی آمیزش ہوتی ہے اور مٹی سے کنکریاں بن رہی ہوتی ہیں۔ "[26]

لفظ سیناء

سینا کا لفظ قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے۔ اس کے متعلق لغات القرآن میں مولنا عبدالرشید نعمانی لکھتے ہیں کہ "صحیح یہی ہے کہ سیناء عجمی نام ہے۔ عرب جب اس کو بولنے لگے تو ان کے تلفظ مختلف ہوگئے۔ چنانچہ انہوں نے سَینَاء، حَمراء کی طرح سے سِینَاء، عِلیاء کی طرح سے اور سینین قندیل کی طرح سے۔ "[27]

لفظ قسورۃ

قسورۃ کا لفظ قرآن مجید سورہ المدثر میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہما سے اس کے معانی یوں بیان کئے گئے ہیں کہ "عن ابن عباسؓ: الأسد، بالعربیۃ، ویقال لہ بالحبشیۃ: قسورۃ، وبالفارسیۃ: شیر وبالنبطیۃ: اِویا۔ "[28]

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عربی زبان میں اس سے مراد شیر ہے۔ اور حبشی زبان میں شیر کو قسورہ کہتے ہیں۔ فارسی میں اسے شیر کہتے ہیں اور نبطی زبان میں اسے اویا کہتے ہیں۔

قرآن مجید میں کئی معرب الفاظ ہیں جنہیں امام سیوطی نے حروف تہجی کے اعتبار سے لکھا ہے۔ جو حسب ذیل ہیں:

"اباریق، ابّ ، أبلعی، اخلد، الارائک، ازر، اسباط، استبرق، اصری، اکواب، ال، الیم، اناہ ، اواہ، اواب، الاولی، بطائنہا، بعیر، بیع، تنور، تتبیرا، تحت، الجبت، جہنم ، حرم، حصب، حطۃ، حواریون، حوب، درست، دری، دینا، راعنا، ربانیون، ربیون ، الرحمان، الرس، الرقیم، رمزا، رہوا، الروم ، زنجبیل، السجل، سجیل ، سجین، سرادق، سریا، سفرفۃ، سقر، سجدا ، سکرا، سلسبیل، سنا، سندس، سید، سینین، سیناء، شطرا ، شہر ، الصراط، صرہن، صلوات ، طہ، طاغوت، طفق، طوبی، طور، طوی، عبدت، عدن، عرم، غساق، غیض، فردوس، فُوم ، قراطیس، قِسط، قِسطاس، قسورۃ، قطنا، قفل ، قمل ، قنطار ، قیوم، کافور، کفر، کفلین، کنز، کورت، لینۃ، متکاء، مجوس، مرجان، مسک، مشکاۃ، مقالید ، مرقوم، مزجاۃ، ملکوت، مناص، منساۃ، منفطر، مہل ، ناشئۃ، ن، ہدنا، ہود ، ہون ، ہیت لک، وراء، وردۃ، وزر، یاقوت ، یحور، یٰس، یصدون، یصہر ، الیم، الیہود"[29]

علامہ سیوطی نے جن الفاظ کو غیر عربی قرار دیا ہے۔ ان میں سے سب غیر عربی نہیں بلکہ اس میں انہوں نے مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے۔ جیسا کہ ان الفاظ میں کئی الفاظ عربی بھی موجود ہیں۔ جیسا کہ "الارائک، ربیون، اسفار، اطفقا، العرم، لینۃ، مرجان

،منساۃ اور وزر۔اسی طرح حروف مقطعات : طہ،ن اور یس کو بھی علامہ سیوطی نے عجمی قرار دیا ہے حالانکہ ان کے عجمی ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔اور ان میں سے بعض کو عربی ہونا وہ خود بھی تسلیم کرتے ہیں۔[30] الا یہ کہ یہ حروف حبشی، فارسی۔اور نبطی زبانوں میں ایسے معانی کے متحمل ہیں۔جو عوام الناس کے نزدیک واضح مفہوم رکھتے ہیں۔اور اس پر مفسرین کا اتفاق ہے کہ حروف مقطعات کے معانی سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔

خاتمۃ البحث:

مذکورہ بالا بحث، شواہد اور دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید کا اکثر حصہ عربی زبان میں نازل کردہ ہے اور چند ایک الفاظ کے اس میں عجمی ہونے سے اس کے عربی ہونے پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔قرآن مجید میں غیر عربی الفاظ کے قائلین بھی قرآن مجید کے اکثر الفاظ کے عربی ہونے کو تسلیم کرتے ہیں۔اس کے علاوہ جو چند ایک عجمی الفاظ ہیں تو ان کا مفہوم بھی وہی معتبر ہے جو عرب سمجھتے تھے۔ یہ الفاظ انہی معانی پر مشتمل ہیں جو اہل عرب استعمال کرتے تھے اور دیگر زبانوں میں بھی ان کے معانی عربی زبان کے ساتھ مشترک تھے۔اس طرح سے یہ عجمی الاصل ہونے کے باوجود بھی عربی زبان میں مستعمل ہیں اس لئے عربی زبان کا حصہ ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات

1 یوسف،12:3

2 حٰم السجدہ،41:44

3 سلفی ، محمد اسماعیل ، مولانا،السبع المعلقات البیان الوافی لما فی المعلقات من الخوافی،(لاہور :المکتبۃ السّلفیہ ، شیش محل، 1971/1391ھ)، ص19

4 السیوطی، عبدالرحمٰن جلال الدین، التحبیر فی علم التفسیر، النوع الاربعون، (بیروت، لبنان: دارالفکر، 1431ھ/2001ء)، ص89

5 الشوکانی، محمد بن علی بن محمد، ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول، (مصر: دارالکتاب العربی، طبعہ اول، 1419ھ)، ج1، ص91

6 السیوطی، التحبیر فی علم التفسیر، ص89

7 اصلاحی، امین احسن، تدبر القرآن، (لاہور: فاران فاؤنڈیشن، س ن) 639/4

8 گجراتی، عبدالرشید، شرح الفاظ القرآن، قرآن پاک کی تفسیری لغت، (کراچی : شمسی پبلشنگ کمپنی)، ص 825/1

9 الشوکانی، ارشاد الفحول، 91-92/1

10 السیوطی، التحبیر، ص89

11 قنوجی، صدیق حسن خان، البلغۃ الی اصول اللغۃ، محقق، سعد حمدان احمد السامرائی، (بیروت: دارالفکر، س ن) 43/1

12 جوالیقی، ابو منصور موہوب بن احمد بن محمد، المعرب، تحقیق احمد شاکر، (بیروت: دارالکتب، طبعہ ثانیہ، 1389ھ/1969ء)، ص10

13 کیلانی، تیسیر القرآن، 199/2

14 سعیدی، تبیان القرآن، 450/12، سیوطی، عبدالرحمان جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، (مصر: الھیئۃ المصریہ العامہ للکتب، طبعہ 1394ھ)، ج2 ص135

15 بھٹوی، تفسیر القرآن الکریم، سعیدی، تبیان القرآن، 658/11، سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ج2 ص129

16 سعیدی، تبیان القرآن، 341/1

17 نعمانی، عبدالرشید، لغات القرآن، (لاہور: مکتبہ حسن سہیل، س ن)، 56/1

18 بھٹوی، تفسیر القرآن الکریم، 569/2، قرطبیؒ، تفسیر قرطبیؒ، ج11، ص56

19 سعیدی، تبیان القرآن، 670/6، آلوسی، روح المعانی، ج9، ص94

20 گجراتی، شرح الفاظ القرآن، 902-903/2

21 سعیدی، تبیان القرآن، 859/7، زبیدی، محمد مرتضی، تاج العروس (بیروت: منشورات دارالمکتبۃ الحیاۃ س ن)، ج4، ص205

22 کیلانی، تیسیر القرآن، 220-221/3، طبری، تفسیر طبری، ج22 س201

23 سعیدی، تبیان القرآن، 141/8، ماوردی، ابو الحسن الماروردی، النکت والعیون المعروف تفسیر الماوردی (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 2010)، ج4، ص103

24 سعیدی، تبیان القرآن، 613/9، سیوطی، الدرالمنثور، ج6، ص686

25 سعیدی، تبیان القرآن، 639/1، قرطبیؒ، تفسیر قرطبیؒ، ج19، ص279

26 کیلانی، تیسیر القرآن، 693/4، سیوطی، الدرالمنثور، ج4، ص464، طبری، تفسیر طبری، ج12 ص525

27 لغات القرآن، نعمانی، 258/3

28 الرازی، تفسیر مفاتیح الغیب یا تفسیر کبیر، ج30، ص716، ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ج8، ص282

29 السیوطی، الاتقان، 323-330

30 سیوطی، الاتقان، 314-319/1